بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے معاشی حقوق

□ ڈاکٹر علی اکبر الازہری**

مقدمہ:

بچے کی پرورش والدین کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور اس پرورش پر اس کی ساری زندگی کی اچھائی اور، برائی کا دار و مدار ہے اس لئے اس ذمہ داری کے سلسلے میں والدین کو غفلت اور لاپرواہی سے اجتناب کر، نا چاہیے۔ بچے کی ابتدائی عمر کا ز، یادہ تر حصہ ماں سے وابستہ ہو، تا ہے اور پرورش کی ز، یادہ ذمہ داری ماں پر ہی عائد ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کی تربیت کا اثر بچے کی پوری زندگی پر نما، یاں نظر آ، تا ہے۔ اسی خوبی اور وصف کے پیش نظر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی عورتوں کے متعلق ارشاد فرمایا: خَیْرُ نِسَآءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَیْشٍ اَحْنَہُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِہٖ وَاَرعَاہُ عَلٰی زَوْجٍ فِی ذَاتِ یَدِہٖ. ”بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں قریش کی نیک عورتیں ہیں۔ یہ تمام عورتوں سے اپنی اولاد پر ز، یادہ شفیق ہیں اور اپنے، پاس موجود خاوندوں کے مالوں کی بہت حفاظت کرتی ہیں“۔[٦٠]

بچے کی پرورش کی ذمہ داری کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ماں، باپ اس کی جسمانی پرورش و نمو کا سامان میسر کریں بلکہ اس کی جسمانی نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن، اخلاق و کردار اور اس

---

[٦٠] مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، کتاب النکاح، ص ٦٤

کی تعلیم و تادیب کا بھی مناسب بندوبست کریں۔ اگر والدین نے بچے کی جسمانی پرورش اور صحت و تندرستی کی دیکھ بھال تو کی لیکن اس کے باطن پر کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے معاشرہ میں صلاح کی بجائے فساد کا دائمی و ابدی بیج بو دیا کیونکہ ایسا بچہ جوان ہونے پر اپنے خاندان اور معاشرے کے لئے دینی و اخلاقی لحاظ سے مفید ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوگا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن مجید نے عام مسلمانوں کو یہ حکم دیا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔[۶۱] ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ''۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو نہایت جامع انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بچوں کو ایسی تعلیم و تربیت دینی چاہئے جو ان کی دنیاوی و اخروی کامیابی کی ضامن ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر ہر شخص سے روزِ قیامت اس ذمہ داری کے متعلق باز پرس کی جائے گی کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق گھر کے سربراہ سے لے کر ریاست کے سربراہ تک کو اپنے دائرہ اختیار کے اندر مسئولیت اور نگہبانی کا ملتزم ٹھہرایا گیا ہے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں اسلام کا یہ حکم ہے کہ ان کو پاکیزہ تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ کرنا والدین کے تمام عطیات سے بہتر عطیہ ہے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے باپ کی ذمہ داری پر توجہ دلواتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[۶۱] التحریم: ۶

مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نحلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ.[۶۲] ''کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تعلیم وتربیت سے بہتر عطیہ نہیں دیا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحسِنِ اسْمَهُ وَاَدَبَهُ.[۶۳] ''جس کا کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا اچھا نام رکھنا چاہئے اور اچھی طرح ادب سکھانا چاہئے''۔

قرآن وحدیث کے ان احکام سے واضح ہو جاتا ہے کہ اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت والدین کا اولین فریضہ ہے اگر والدین نے اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت برتی تو ان سے ضرور مواخذہ ہوگا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اولاد طبعاً والدین کی محتاج ہوتی ہے اور اسی احتیاج کی بنا پر والدین ان سے محبت وشفقت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اولاد سے محبت وشفقت کا یہ جذبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت ایسی کی جائے جو قانون فطرت کے عین مطابق ہو۔

اولاد کے معاشی حقوق

ایک فرد کو اپنی انفرادی معیشت سے اپنی اولاد پر کس قدر خرچ کرنا ضروری ہے یا پھر خود اولاد اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے مشقت کا بوجھ اٹھائے؟ ان سوالوں کا مختصر اور جامع جواب اسلام نے حسن سلوک کی ایک عام اور جامع اصطلاح میں نہایت خوبصورتی سے سمودیا ہے۔ حسن سلوک کی اس جامع اصطلاح کا اطلاق معاشرے کے ہر اس فرد پر ہو سکتا ہے جو کسی نہ کسی لحاظ سے دوسرے افراد کی توجہ اور مدد کا مستحق نظر آئے۔ اولاد کے متعلق والدین کا حسن سلوک ایک ایسا

[۶۲] ایضاً باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ص ۴۲۹

[۶۳] ایضاً، باب الولی فی النکاح واستیذان المراۃ، ص ۲۷۳

رویہ جس سے اولاد کی شخصیت کی تذلیل و تحقیر نہ ہو۔ اولاد کے ساتھ نرمی اور محبت و شفقت کا سلوک اسے ذمہ دار بنادیتا ہے۔ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان پر مہربان ہونا کامل ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤمِنِیْنَ یمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلْقًا وَالطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ۔[۶۴] ”مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا اور اپنے اہل وعیال پر مہربان ہے“

اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان پر مہربان ہونے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان سے بات چیت میں نرمی اور ملاطفت کو ملحوظ رکھا جائے بلکہ ان پر استطاعت کے مطابق خرچ کرنا بھی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰہُ اللّٰہُ ط لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰھَا ط سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا۔ ”صاحبِ وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہیے، اور جس شخص پر اُس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اُسی (روزی) میں سے (بطورِ نفقہ) خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلّف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اُس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرمادے گا“۔[۶۵]

قرآن مجید کے علاوہ بے شمار احادیث نبویہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ

---

[۶۴] جامع ترمذی، ج ۲، ابواب الایمان، ص ۲۱۹

[۶۵] الطلاق: ۷

وآلہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اَعْطَی اللّٰہُ اَحَدَکُمْ خَیْرًا فَلْیَبْدَأْ بِنَفْسِہِ وَھْلِ بَیْتِہِ.[۶۶] ”جب تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ مال دے تو پہلے اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے“۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر نہایت خوبصورت انداز میں اولاد اور گھر والوں پر خرچ کرنے کے حوالے سے ارشاد فرمایا: اذا انفق المسلم نفقه علی اهله وهو یحتسبها کانت صدقة.[۶۷] ”جب مسلمان اپنی بیوی بچوں پر کار ثواب سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے“۔

حتی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انفاق فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کو اجر وثواب کے لحاظ سے زیادہ افضل قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دینار انفقته فی سبیل الله ودینار انفقته فی رقبه ودینار تصدقت به علی مسکین ودینار انفقته علی اهلک اعظمها اجرا الذي انفقته علی اهلک.[۶۸] ”ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو گردن آزاد کرانے میں خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو مسکین پر صدقہ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔ اجر وثواب کے لحاظ سے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا گیا دینار بڑا ہے“۔

قرآن وحدیث کے ان نصوص سے یہ بات خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ ایک فرد کو حسب

---

[۶۶] مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، باب النفقات وحق المملوک، ص ۶۰۵

[۶۷] صحیح بخاری شریف، ج ۳، کتاب لانفقات، ص ۱۶۵

[۶۸] صحیح مسلم مع شرح نووی، ج ۳، کتاب الزکوۃ، ص ۳۲

اللہ تعالیٰ رزق ودولت عطا فرمائے تو سب سے پہلے اسے اپنے اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پر خرچ کرے اور ایسا کرنے پر وہ اجر وثواب کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

اسلام میں والدین کا اولین فریضہ اولاد کی پرورش اور تربیت ہے۔ ان کو دینی و شرعی علوم سے اس طرح مزین کرنا کہ وہ سچے اور صالح مسلمان، اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار اور ملک وملت کے وفادار و معمار بن سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے والدین کو اپنی تمام جسمانی قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا نہایت ضروری ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوسکتا ہے جب بچوں کو حصول معیشت کی کاوشوں اور محنت واجرت کے بندھنوں سے الگ رکھا جائے۔ والدین کو اپنی کسب معاش کی عظیم ذمہ داری سے بخوبی آگاہی ہو۔ اولاد کی صحیح جسمانی پرورش اور درست تعلیم وتربیت کے کامیاب مرحلے کے بعد ان کو اپنے ذوق و شوق اور اپنی پسند کے مطابق معقول پیشے کو اختیار کرنے کی اجازت دی جائے، تاکہ وہ والد کی ذمہ داری میں اس کا ہاتھ بٹا سکیں اور ضعیف العمری کے دنوں میں اپنے والدین کا سہارا بن سکیں۔

معاشرے کی ذمہ داریاں

ہر معاشرے کے اندر انسانوں کے درمیان معاشی تفاوت کا پایا جانا ایک فطری امر ہے اس تفاوت کو خود خالق کائنات نے اپنی چند مصلحتوں اور حکمتوں کی بناء پر قائم رکھا ہے لیکن حق معیشت واسباب معیشت سے فائدہ اٹھانے میں سب افراد کو برابر کا حق حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰـكُمْ.

[69]"اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا، تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بے شک آپ کا رب (عذاب کے حقداروں کو) جلد سزا دینے والا ہے"۔

قرآن مجید کی ان آیات میں معیشت میں تفاوت درجات اور اس کی مصلحتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ تفاوت درجات کی ایک واضح مصلحت تو یہ نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک صاحب دولت کی آزمائش کرکے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس انفرادی دولت پر جو اجتماعی حقوق عائد ہوتے ہیں انہیں وہ ادا کرتا ہے یا نہیں کیونکہ اسلام انفرادی ضروریات کے ساتھ ساتھ اجتماعی حاجات کی تکمیل پر بھی زور دیتا ہے۔

اسلام انسانوں کے درمیان امیری اور غریبی کے اس فرق کو تسلیم کرتا ہے لیکن پہاڑ اور رائی میں جو فرق وامتیاز ہے، اسلام اس امتیاز کو قبول نہیں کرتا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ تمام انسان جسمانی وذہنی لحاظ سے برابر نہیں، نتیجتاً سعی معیشت کا اختلاف بھی ناگزیر ہے۔ نیز معیشت میں تفاوت درجات اس لئے قائم کی گئی ہے، تاکہ انسان کو اس کے عمل وتصرف میں آزمایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ضرور پائے جاتے ہیں جو مختلف وجوہات کے سبب حق معیشت سے محروم ہوتے ہیں۔ معاشرے میں سایہ پدری سے محروم ہوجانے والے چھوٹے یتیم بچوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ایسے افراد کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی جو اپنے جسمانی وذہنی اعضاء کی ناکامی و ناکارگی کی بناپر کسب معاش سے قاصر ہوتے ہیں اور ان کے کم سن بچوں کو

[69] الانعام: ۱۶۵

معاشی جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ایسی بیوہ عورتیں بھی زیادہ تعداد میں ملتی ہیں جن کا سہارا کم عمر بچوں کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔اس کے علاوہ کچھ ایسے اسباب وحالات بھی ہوتے ہیں جن کی بناء پر معاشرے میں بچوں کے ذریعے معاش کا سہارا لینا پڑتا ہے۔اس طرح معاشرے میں ایسے بچوں کی تعداد خاصی کافی ہو جاتی ہے جو چائیلڈ لیبر کا شکار ہو کر نہ تو صحیح پرورش پا سکتے ہیں اور نہ ہی تعلیم و تربیت حاصل کر سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک و قوم ان کی صلاحیتوں سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے استفادہ اس صورت میں ممکن ہے جب معاشرہ اپنی ذمہ داریاں سچے اسلامی جذبے سے ادا کرے۔

چائیلڈ لیبر کا خاتمہ

اسلام جس معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے اس میں ہر فرد دوسرے فرد کا سہارا ہے اس معاشرے کا ہر فرد ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔اس معاشرے میں ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کو قریب ترین رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی میں ترجیح کا درس دیا گیا ہے۔اسی طرح قریب ترین رشتہ داروں کو نوازنے کا دائرہ پھیل کر پورے معاشرے کو سیراب کرتا جائے گا۔یوں اسلام میں قرابت داری اور صلہ رحمی کا انتظام چائیلڈ لیبر کو ختم کرنے میں مدد و معاون ہو سکتا ہے۔

اسلامی معاشرے سے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے قریب ترین رشتہ داروں کو نوازنے اور ان کی مالی معاونت کرنے کے بے شمار احکامات قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر یوں ارشاد ہوا:

يَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ. ''آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں؟ فرمادیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے)، مگراس کے حقدار تمہارے ماں، باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں، اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے''۔

حدیث نبوی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی قرابت داری اور صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے جس سے قرابت داروں کی کفالت کرکے چائیلڈ لیبر سے نجات مل سکتی ہے۔ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت حکیمانہ انداز میں صلہ رحمی کا حکم فرما کر بے سہارا اور مفلوک الحال بچوں کو لیبر کی مشقت سے بچانے کی قابل عمل صورت نکالی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من احب ان يبسط له فى رزقه وينساله فى اثره فليصل رحمه.[۷۰] ''جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی اجل میں تاخیر کی جائے اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے''۔

اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ صدقات میں قرابت داروں کو اوروں کی نسبت فوقیت دینے پر دوہرا ثواب عطا کرتا ہے، تاکہ لوگ اپنے نادار رشتہ داروں کی مالی معاونت کرنے میں شریک ہو کر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے قابل بنادیں۔ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ

---

[۷۰] صحیح بخاری شریف، ج ۳، کتاب الاداب، ص ۳۵۷

وَهِيَ عَلَى ذِی الرَّحْمِ ثِنتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.[۷۱] ’’مسکین کو صدقہ دینا تو صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینے میں دو باتیں ہیں صدقہ اور صلہ رحمی‘‘۔

اسلام نے شفقت، پدری سے محروم بچوں کے لئے پورے معاشرے کو ان کی نگہداشت اور پرورش وتربیت کا ذمہ دار ٹھہرا کر چائیلڈ لیبر کو ختم کرنے کی قابل فخر مثال قائم کی ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انا وکافل الیتیم فی الجنة هکذا وقال باصبعية السبابة والوسطى.[۷۲] ’’میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبابہ اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے نزدیکی بتائی‘‘۔

قرآن مجید میں قرابت داروں اور یتامی کے بعد مساکین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن حکیم کی اس ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ قرابت داروں اور یتامی کے حقوق کے بعد مسکین کے حق کی ادائیگی اولین اہمیت کی حامل ہے۔ اسلام نے معاشرے کے اس کمزور اور ضعیف طبقے کی مالی اعانت کرکے چائیلڈ لیبر کی بیخ کنی کو یقینی بنایا ہے۔ اسلام تمام مسلمانوں کو رشتہ اخوت میں منسلک کرکے اتحاد و یکجہتی کو پروان چڑھا کر ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے جس کا ہر ایک فرد دوسرے فرد کی مالی مدد کرکے اس کا سہارا بن سکتا ہو۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد کردی گئی ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی ضروریات وحاجات کو پورا کریں۔ معاشرے کا کوئی مسلمان بھائی برے حالات کا شکار ہو کر اس

---

[۷۱] جامع ترمذی، ج۱، باب ماجاء فی الصدقة علی ذی القرابة، ص۳۳۹

[۷۲] صحیح بخاری، ج۳، کتاب الاداب، ص۳۶۲

حالت تک پہنچ جائے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح پرورش اور تربیت سے بھی قاصر ہو اور اس کی کم عمر اولاد کو معاشی جدوجہد کرنا ضروری ہو جائے تو اس کی اتنی مالی اعانت کی جائے جس سے اس کے بچوں کا مستقبل سنور جائے اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری ہو جائیں کیونکہ یہی شیوہ مومن ہے جس کی وضاحت اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَيُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.[۷۳] "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک کوئی آدمی مسلمان کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے"۔

یہ حدیث مبارکہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ معاشرے کا ایک صاحب ثروت کبھی بھی اپنی اولاد کو چائیلڈ لیبر کے عمل میں شریک کرنا گوارہ نہیں کرتا تو پھر عامۃ المسلمین کے کم سن بچوں کی مشقت (لیبر) پر اسے رنجیدہ ہونا لازمی امر ہے۔ اسے صرف رنجیدگی پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ مالی کفالت کر کے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے کیونکہ بچے قوم کا سرمایہ اور مستقبل کے محافظ و امین ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا.[۷۴] "وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور بڑوں کی تعظیم نہ کی"

اس پوری تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ معاشرے کو چائیلڈ لیبر سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں بحیثیت مجموعی مومنانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔ معاشرے کی ابتدائی سطح سے قرابت داری اور صلہ

---

[۷۳] مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ص ۴۴۷

[۷۴] الادب المفرد، ص ۱۲۳

رحمی کا انتظام کر کے مالی کفالت کا دائرہ عامۃ المسلمین تک پھیلانا ہوگا۔ ملکی و قومی سطح پر آبادی کے بیشتر حصے کو مفلسی و ناداری سے بچا کر بچوں پر مشقت جیسی بیماری کا خاتمہ کر کے روشن مستقبل کی نوید سنانا ممکن نظر آئے گا۔

بچوں پر مشقت اور حکومت کی ذمہ داری

اسلامی معاشرے سے بچوں پر مشقت کے خاتمے کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین کا اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے اور معاشرے میں قرابت داری اور صلہ رحمی کے کفالتی نظام کو فروغ دینے سے ہی چائیلڈ لیبر کو ختم کرنا ممکن ہوسکے گا۔ ہمارے ہاں بچوں پر مشقت کے خاتمے کے سلسلے میں وعظ و تلقین، ہمدردانہ اپیلوں اور ترغیب وترہیب سے کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام معاشرے سے بچوں پر مشقت کے خاتمے کے لئے وعظ و نصیحت اور ترغیب و تلقین پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ حکومت اور قانون کا دباؤ بھی استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ مستقل اور پائیدار نظام تشکیل پائے۔

معاشرے کے اہل حاجت افراد کی حاجت برآری اور ان کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا اسلامی حکومت کے فرائض میں سرفہرست ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت معاشرے کے اندر پائی جانے والی ناہمواری اور عدم توازن کو دور کرنے کے اقدامات کرنے کی پابند ہے تاکہ محروم افراد کی ضروریات کی تکمیل کر کے معاشرے کو چائیلڈ لیبر سے پاک صاف کیا جاسکے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب امر کے لئے یہ بنیادی اصول واضح فرمادیا کہ وہ محروم افراد کی ضروریات سے غافل نہیں رہ سکتے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ سے روایت ہے انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے

کہا میں نے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مَنْ وَلَّاہُ اللّٰہُ شَیْئًا مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِھِمْ وَخَلَّتِھِمْ وَفَقْرِھِمْ احْتَجَبَ اللّٰہُ دُوْنَ حَاجَتِہٖ وَخَلَّتِہٖ وَفَقْرِہٖ فَجَعَلَ مُعَاوِیَۃُ رَجُلًا عَلٰی حَوَائِجِ النَّاسِ.[۷۵] ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کسی امر کا والی بناد یا پھر وہ ان کی ضروریات وحاجت اور محتاجی کے وقت پردہ میں رہا اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات، حاجت اور محتاجی کے وقت پردے میں رہے گا (یہ سُن کر) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات کیلئے ایک آدمی مقرر کردیا''۔

ایک اور مقام پر حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وُلِّیَ مِنْ اَمْرِالنَّاسِ شَیْئًا ثُمَّ اغْلَقَ بَابَہُ دُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَوِالْمَظْلُوْمِ اَوْ ذِی الْحَاجَۃِ اَغْلَقَ اللّٰہُ دُوْنَہُ اَبْوَابَ رَحْمَتِہٖ عِنْدَ حَاجَتِہٖ وَفَقْرِہٖ اَفْقَرَ مَیَکُوْنُ عَلَیْہِ.[۷۶] ''جو شخص لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی بنے پھر مسلمانوں پر اپنا دروازہ بند کرلے یا کسی مظلوم یا صاحب حاجت کے لئے دروازہ بند کرلے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس کی ضروریات اور حاجت کے لئے بند کرلے گا جبکہ وہ اس کا بہت محتاج ہوگا''۔

حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صاحب امر حاجت مند افراد کی حاجات پوری کرنے کا بندوبست نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا مستحق ٹھہرے گا۔ عوام کی ضروریات زندگی کی تکمیل کا انتظام فی الحقیقت اس خیر خواہی کے اندر شامل ہے جو صاحب امر پر ضروری قرار دی گئی ہے۔ جو حاکم عوام کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتے اس کا اخروی انجام بہت برا ہوگا ایسے حکمرانوں کے لئے حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یوں

---

[۷۵] مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، باب ما علی الولاۃ من التیسیر ص ۱۹۶)

[۷۶] ایضاً، کتاب الامارۃ والقضاء، ص ۱۸۹

ہے: مَامِنْ عَبْدٍ یَسْتَرْ عِیْہِ اللّٰہُ رَعِیَۃً فَلَمْ یَحُطْھَا بِنَصِیْحَۃٍ اَلَّالَمْ یَجِدْرَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ۔[۷۷] ''کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت پر نگہبان کردے پھر وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی نہ کرے مگر جنت کی بو نہ پائے گا''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ عوام اور رعیت کے ساتھ خیر خواہی کا اولین تقاضا یہ ہے کہ جن ضروریات کی عدم تکمیل سے ان کی جانیں ضائع ہو جانے کا اندشہ ہو ان کو پورا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ شریعت نے اسلامی حکومت کو اپنے عوام کا نگہبان قرار دیا ہے۔ نگہبانی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محروم افراد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا بندوبست کیا جائے۔ اسلامی حکومت کے سربراہ کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی حدود و مملکت سے فقر و مسکنت کی جڑیں کاٹ کر عوام کی فارغ البالی کا اہتمام کرے۔

آج سے چودہ سو سال قبل جبکہ غیر مسلم اقوام میں ان اصلاحی قوانین کا شعور بھی نہ تھا اسلام نے ہر گوشہ زندگی کے لئے ایسے اصلاحی پہلو اجاگر کردیئے کہ دنیا آج بھی اس طرح کی اصلاحات نہیں کر سکتی۔ اسی ضمن میں بچوں سے مشقت کرانے کا معاملہ بھی آتا ہے۔ کسب معاش کی اس عملی دوڑ دھوپ میں کم عمر بچوں کو شریک کئے بغیر گھر کے دوسرے بالغ افراد بالخصوص صاحب خانہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری سے آگاہ ہوں۔ کیونکہ اسلامی نکتہ نگاہ سے یہ بات قطعاً جائز اور روا نہیں کہ چھوٹے بچوں کو کسی جسمانی یا ذہنی اذیت و مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۷۷] ایضاً، کتاب الامارۃ والقضاء، ص ۱۸۸

للمملوک طعامه وکسوته بالمعروف ولا یکلف من العمل الا یطیق.[۷۸] ''مملوک کے لئے کھانا اور پہننا بہتر طور پر مہیا کیا جائے اوراس سے اتنا ہی کام لیا جائے جو اس کی طاقت کے مطابق ہو''۔

ان عمر بن الخطاب کان یذهب الی العوالی کل یوم سبت فاذا وجد عبدا فی عمل لا یطیقه وضع عنه منه.[۷۹] ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہر ہفتے کے دن ارد گرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کر دیا کرتے''۔

ان دونوں نصوص سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی کی جسمانی طاقت سے زیادہ کام لینا شرعاً ممنوع ہے اس لئے بچوں سے مشقت کرانا کسی صورت جائز نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ولا تکلفوا الصغیر الکسب.[۸۰] ''اور چھوٹے بچوں کو کسب معاش کی تکلیف نہ دو''۔

اسلام کے ان واضح احکامات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنا بہت سہل اور آسان ہے کہ کم عمر بچوں سے کسب معاش کی تکلیف کو دور کیا جائے اور والدین، معاشرہ اور حکومت کا اپنی اپنی سطح پر بچوں پر مشقت (چائلڈ لیبر) کے مکمل خاتمے کے لئے عملی کردار ادا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

---

[۷۸] موطا امام مالک، کتاب الاستیذان، ص ۸۱۲

[۷۹] موطا امام مالک، کتاب الاستیذان، ص ۸۱۲

[۸۰] ایضا

حوالہ جات:

قرآن کریم

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، کتاب النکاح، ص ۶۴

۲۔ جامع ترمذی، ج ۲، ابواب الایمان، ص ۲۱۹

۳۔ صحیح بخاری شریف، ج ۳، کتاب لانفقات، ص ۱۶۵

۴۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، ج ۳، کتاب الزکوۃ، ص ۳۲

۵۔ الادب المفرد، ص ۱۲۳

۶۔ موطا امام مالک، کتاب الاستیذان، ص ۸۱۲